کنز المدارس بورڈ
کے نصاب میں
شامل

درجہ عالمیہ اول (سابعہ) ششماہی ثانی
سوالات مع جوابات

شرحِ

ششماہی ثانی

عقائدِ نسفیہ

بفیضانِ نظر :- استاذ العلماء جاوید اقبال مدنی

کاوش : نیاز رضا عطاری

جامعۃ المدینہ فیضانِ احمد رضا (نارتھ کراچی)

01

سوال :- شارح علیہ الرحمہ کے حالات زندگی بیان کریں ۔ ؟
جواب :- نام : سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی
لقب :- سعد الدین
ولادت :- 712 ھجری تفتازان میں پیدا ھوئے ۔
وفات :- 791 ھجری
اساتذہ :-
1 ۔۔ علامہ عضد الدین ایجی 2 ۔۔ ضیاء الدین عبد اللہ بن سعد اللہ قزوینی 3 ۔۔ قطب الدین محمد بن محمد رازی
تصانیف :- 1 ۔۔ شرح العضد 2 ۔۔ مطول 3 ۔۔ مختصر المعانی 4 ۔۔ مفتاح العلوم 5 ۔۔ التلویح فی شرح التوضیح 6 ۔۔ شرح عقائد نسفیہ

سوال :- صفتِ کلام کی تعریف بیان کریں ۔؟
جواب :- کلام ، اللہ پاک کی ایک ازلی صفت ہے جسے تعبیر کیا جاتا ہے ایسی نظم کے ساتھ کہ اُسے قرآن کا نام دیا گیا ہے ۔

سوال :- کلام نفسی علم اور ارادہ کا عین ہے یا غیر ۔ ؟
جواب :- کلام نفسی علم اور ارادے کا غیر ہے ۔

سوال :- معتزلہ کے نزدیک کلام رب کی صفت ہے یا نہیں ۔؟
جواب :- معتزلہ کے نزدیک کلام رب کی صفت نہیں ہے بلکہ کلام کو اللہ پاک نے پیدا کر کے چھوڑ دیا ہے نیز انکے نزدیک کلامِ نفسی کا وجود ہی نہیں ۔
معتزلہ کہتے ہیں : کلام صرف لفظی ہوتا ہے ۔

سوال :- کلام نفسی کے ثبوت پر دلیل پیش کریں ۔؟
جواب :- کلام نفسی کے ثبوت پر کئی طرح کی دلیلیں ہیں ..
جن میں سے کچھ یہ ہیں ۔
(1) اجماعِ امت منعقد ہے کہ اللہ پاک متکلم ہے ۔
(2) انبیاء علیہم السلام کا تواتر منقول ہے کہ اللہ پاک متکلم ہے ۔
لامحالہ جب وہ متکلم ہے تو اسکا صفت کلام سے متصف ہونا ثابت ہوا ۔

سوال :- متکلم بکلام ھو صفة له اس عبارت کے تحت بیان کردہ دلیل پیش کریں ۔؟
جواب :- اللہ پاک اپنی صفت کلام کے ساتھ متکلم ہے اس پر شارح علیہ الرحمہ یہ قاعدہ بطور دلیل پیش کرتے ہیں :- مأخذ اشتقاق کے قیام کے بغیر کسی بھی شئی کے لئے مشتق کا اثبات ممتنع یعنی محال ہے ۔ لہذا ثابت ہوا کہ اللہ پاک اپنی صفت کلام کے ساتھ متکلم ہے ۔

03

سوال :- رب تعالیٰ کی صفات ثمانیہ کون کونسی ہیں ؟
جواب :- رب تعالیٰ کی صفات ثمانیہ یہ ہیں :- علم ، ارادہ ، قدرت , حیات ، سمع , بصر ، تکوین ، کلام ۔

سوال :- اللہ پاک کا کلام جنسِ حروف اور اصوات سے کیوں مرکب نہیں ؟
جواب :- اس بات کے بدیہی ہونے کی وجہ سے کہ حروف اور اصوات اعراضِ حادثہ ہیں یعنی ختم ہونے والے ہیں جبکہ رب کا کلام ازلی یعنی نا ختم ہونے والا ہے ۔

سوال :- صاحب کتاب نے لیس من جنس الحروف ولا الاصوات اس عبارت سے کن لوگوں کا رد فرمایا ہے ۔ ؟
جواب :- صاحب کتاب نے اس عبارت سے حنابلہ اور کرامیہ کا رد فرمایا ہے کہ انکے نزدیک اللہ پاک کا کلام حروف اور اصوات کی جنس سے مرکب ہے اور یہ حادث ہے ۔

سوال :- کلامِ باری تعالی کن چیزوں کے منافی ہے ۔ ؟
جواب :- کلامِ باری تعالی دو چیزوں کے منافی ہے ۔
(1) سکوت اور (2) آفت
سکوت کی تعریف : قدرت کے باوجود کلام کو ترک کرنا ۔
آفت کی تعریف : آلات کا اطاعت نہ کرنا ۔ یا تو فطری طور پر جیسے : گونگا یا کمزوری کے سبب ۔

04

سوال : **فان قیل هذا انما یصدق علی الکلام اللفظی** اس عبارت سے بیان ہونے والا اعتراض مع جواب بیان کریں ؟

جواب :- اعتراض :- جب رب تعالی کے کلام کی صفت ، کلامِ نفسی ہے تو اس پر سکوت اور آفت ممکن ہی نہیں لہٰذا سکوت اور آفت کا ذکر کرنا عبث ہوا ۔؟

جواب :- جس طرح کلام کی دو قسمیں ہیں (1) لفظی اور (2) نفسی اسی طرح سکوت اور آفت کی بھی دو قسمیں ہیں (1) سکوتِ ظاہری اور (2) سکوتِ باطنی (1) آفتِ ظاہری (2) آفتِ باطنی ۔ شارح فرماتے ہیں : ہماری مراد آفت باطنی ہے اور اسکا کلام نَفَسی پر طاری ہونا ممکن ہے فلا اعتراض علیہ ۔

سوال : **فان قیل هذه اقسام لا یعقل وجوده** اس عبارت سے مصنف یہ اعتراض کر رہے ہیں اگر کلام مقَسّم ہے اور امر ، نھی ، خبر وغیرہ اسکی قسم ہیں ۔ تو جب اقسام میں کثرت ہے تو مقسم یعنی کلام میں بھی کثرت لازم آئے گی جب کہ یہ درست نہیں ؟ اس اعتراض کا جواب بیان کریں ۔

جواب :- یہ اعتراض تب درست ہوگا جب ہم ان اقسام کو کلام کے لئے حقیقی مانتے ہوں حالانکہ ہم انہیں حقیقی نہیں بلکہ نوعی اعتباری تسلیم کرتے ہیں ۔

نوٹ :- ازل میں اللہ پاک کا کلام امر ، نہی وغیرہ کی طرف تقسیم نہ تھا ۔

سوال :- مصنف علیہ الرحمہ ذھب بعضھم الی انہ في الازل اس عبارت سے کس بات کو بیان فرما رہے ہیں ۔؟

جواب :- شارح علیہ الرحمہ فرماتے ہیں : امام رازی کے نزدیک ازل میں کلامِ الٰہی صرف خبر تھا اور تمام اقسام (امر ، نھی وغیرہ) اسی کی طرف راجع ہیں ۔

سوال :- فان قیل : الامر والنھی بلا مأمور و منھی سفہ والاخبار في الاول بطریق المضی کذبٌ اس عبارت میں بیان کردہ دونوں اعتراض مع جواب بیان کریں ؟

جواب :- اعتراض اول : اگر کلامِ باری تعالی ازلی ہے تو اللہ پاک ازل میں آمر (حکم دینے والا) اور ناہی (روکنے والا) بغیر مخاطب کے ہوگا جو کہ عبث اور بے وقوفی ہے ۔ ؟

جواب اول :- ہم اللہ پاک کے کلام کے لئے ازل میں امر و نھی وغیرہ تسلیم ہی نہیں کرتے لہٰذا یہ اعتراض کرنا درست نہیں ۔

جواب ثانی :- اگر ہم مان بھی لیں تو جب کبھی بھی مأمور (جسے حکم دیا گیا) کا وجود ہوگا تو اس میں یہ صلاحیت ہوگی کہ وہ مأمور بہ (جس بات کا حکم دیا گیا) کو حاصل کرے لہٰذا یہ عبث نہ ہوا ۔

اعتراض ثانی :- اللہ پاک نے ازل میں جو ماضی کے صیغوں سے خبریں بیان کیں ہیں یہ درست نہیں کیونکہ ازل سے پہلے کوئی زمانہ نہیں لہٰذا اللہ پاک کا کلام کذب ہوا حالانکہ وہ اس سے پاک و منزہ ہے ۔ ؟

جواب :- کلام کا ازل میں ازمنہ ثلاثہ (یعنی ماضی ، حال ، مستقبل) کے ساتھ واقع ہونا ہی درست نہیں کیونکہ ازل میں اللہ پاک کی طرف نسبت کرتے ہوئے کلام کے لئے نہ کوئی ماضی ہے ، نہ حال اور نہ ہی مستقبل لہٰذا یہ اعتراض درست نہ ہوا ۔

(نوٹ : یہ دونوں اعتراض معتزلہ کی جانب سے ہم پر ہیں ۔)

سوال :- صاحب کتاب نے قرآن کے بعد کلام اللہ کا اضافہ کیوں فرمایا ۔ ؟

جواب :- مشائخ کی اتباع کرتے ہوئے ۔

سوال :- صاحب کتاب نے غیر مخلوق کے بجائے غیر حادث کیوں نہیں فرمایا ۔؟

جواب :- اس بات کے تین جوابات ہیں ۔

اول : اس بات پر تنبیہ کرتے ہوئے یہ دونوں متحد ہیں ۔

ثانی : حدیث پاک پر عمل کرتے ہوئے ۔

ثالث : اس بات کو بیان کرنے کے لئے کہ اختلاف کا دارومدار مخلوق ہونا ہے نہ کہ حادث ہونا ۔

07

سوال :- معتزلہ کے نزدیک قرآن کس طرح حادث ہے ۔ ؟
جواب : معتزلہ یوں استدلال کرتے ہیں کہ قرآن مخلوق کی صفات اور حدوث کی علامات سے متصف ہے لہٰذا یہ حادث ہوا ۔

سوال :- معتزلہ کا ایک قوی شبہ : معتزلہ کہتے ہیں : جب قرآن لکھا جاتا ہے ۔ پڑھا جاتا ہے ، سنا جاتا ہے تو قرآن حادث ہوا کیونکہ یہ سب حدوث کی علامات ہیں ۔ ؟
جواب :- آپکی بات درست ہے قرآن لکھا جاتا ہے ، سنا جاتا ہے ، پڑھا جاتا ہے اسکے باوجود قرآن مصاحف میں حلول نہیں کیا ہوا اور نہ ہی زبان اور کان میں حلول کیا ہوا کہ حادث ہو بلکہ یہ ایک معنی قدیم ہے جو اللہ پاک کی ذات کے ساتھ قائم ہے ۔ فلا اعتراض علیه

سوال :- کلام لفظی کے وجود کی کتنی صورتیں ہیں ؟
جواب :- کلام لفظی کے وجود کی چار صورتیں ہیں ۔ (1) اعیان میں (2) اذھان میں (3) عبارت میں (4) کتابت میں -

سوال :- قرآن جب معنی قدیم ہے تو اس کی تعریف بیان کرنا درست نہیں اسطرح تو غیر مُعرَّف کی تعریف لازم آئے گی ۔ ؟
جواب :- جب ہمارے پاس احکام شرعیہ کے لئے الفاظ دلیل ہیں تو ہم نے اسکی تعریف " المکتوب فی المصاحف المنقول بالتواتر " سے ذکر کی اور ہم نے اسے لفظ اور معنی دونوں کا نام دے دیا تاکہ یہ اعتراض ہی وارد نہ ہو سکے۔

08

سوال :- کلامِ قدیم کو سنا جا سکتا ہے یا نہیں ۔؟
جواب :- قول اول : شیخ ابوالحسن اشعری کے نزدیک کلام قدیم کو سنا جاسکتا ہے ۔
قول ثانی : ابو اسحاق اسفرائینی کے نزدیک کلام قدیم کو نہیں سنا جا سکتا ۔ اور یہی شیخ ابو منصور ماتریدی کا مذہب ہے ۔
دلیل ؛- اللہ پاک کا جو کلام حضرت موسی علیہ السلام نے سنا وہ لفظی تھا جو کہ معنی قدیم پر دلالت کر رہا تھا ، کلامِ قدیم نہ تھا ۔
نوٹ : حضرت موسی علیہ السلام کا سننا بلا واسطہ تھا اسی لئے آپ کو کلیم اللہ کے لقب سے خاص کیا گیا ۔

سوال :- اگر قرآن معنی قدیم میں حقیقی ہے اور نظمِ مؤلف میں مجاز ہے تو مجاز کی نفی کرنا درست ہونا چاہیے اسی طرح مجاز کا منکر بھی کافر نہیں ہونا چاہیے حالانکہ وہ کافر ہے ۔؟
جواب :- اللہ پاک کا کلام ، نفسی اور معنی اضافت (یعنی کلامِ لفظی) کے درمیان مشترک ہے اور مشترک اپنے تمام معنوں میں حقیقت ہوتا ہے لہذا جب یہ حقیقت ہے تو حقیقت کی نفی کرنا درست نہیں لہذا حقیقت کا منکر کافر ہوگا ۔

سوال :- اللہ پاک کا قرآن کی مثل لانے والا چیلنج معنی قدیم کے ساتھ ہے ناکہ معنی مجاز کے ساتھ لہذا جب نظمِ مؤلف کلام حقیقی نہیں تو اسکے ساتھ چیلنج بھی نہ ہوا ۔؟
جواب :- کلامِ باری تعالیٰ معنی قدیم اور معنی اضافت کے درمیان مشترک ہے اور مشترک اپنے تمام معنوں میں حقیقت ہوتا ہے لہذا یہ چیلنج درست ہوا۔

سوال :- آپ نے فرمایا : کلامِ باری تعالیٰ نفسی اور لفظی میں مشترک ہے حالانکہ بعض مشائخ نے صراحت کی ہے کہ کلام اللہ کلامِ لفظی میں مجاز ہے ؟

جواب :- مشائخ کے کلام کی مراد یہ ہے کہ انہوں نے کلامِ لفظی کو علاقے کا اعتبار کرتے ہوئے مجاز کی مشابہت کی وجہ سے مجاز کا نام دیا ہے اور یہ نام دینا ہمارے مقصود میں خلل پیدا نہیں کرتا ۔

جواب ثانی :- بعض محققین نے اس عبارت کی یہ توجیہ بیان کی ہے : مشائخ کے کلام میں ما لا تقوم بذاتہ مراد ہے اور اس سے وہ نظم و معنی دونوں مراد لیتے ہیں ۔

سوال :- صفتِ تکوین کی تعریف اور اس میں اقوالِ ثلاثہ بیان کریں ؟

جواب :- تکوین کی تعریف :- معدوم کو عدم سے وجود کی طرف نکالنا ۔

صفت تکوین کے بارے میں تین قول ہیں ہیں۔

قول اول : اشاعرہ کے نزدیک : صفات سات ہیں اور تکوین قدرت اور ارادے کے درمیان اضافت کا نام ہے ۔

قول ثانی :- ماتریدیہ کے نزدیک صفاتِ باری آٹھ ہیں ، نیز تکوین آٹھویں صفت ہے ۔ اور یہ مقدورات کے صدور کی تصحیح کرتی ہے۔

قول ثالث :- ما وراء النھر کے علماء نزدیک : صفات سب الگ الگ ہیں اسطرح اللہ پاک کی بے شمار صفات ہیں ۔

نوٹ : عندنا : تکوین ایک معنی ہے اور اعتبارات مختلف ہیں ۔

سوال :- تکوین کے صفتِ ازلی ہونے پر شارح کی بیان
کردہ دلیلیں تحریر کریں ۔؟
جواب :- تکوین کے صفتِ ازلی ہونے پر دلائل ملاحظہ فرمائیں ۔
اول :- حوادث کا قیام اللہ پاک کے ساتھ محال ہے لہٰذا تکوین صفتِ ازلی ہوئی ۔
ثانی :- اگر صفت تکوین حادث ہے تو پھر اسکا حادث ہونا کسی دوسری صفتِ تکوین سے ہوگا اسطرح تو تسلسل لازم آئے گا جو کہ محال ہے ۔ یا پھر بغیر صفت تکوین کہ ہوگا جو کہ درست نہیں ، کیونکہ اس صورت میں صانع کا تعطل لازم آئے گا ۔
ثالث :- اگر صفت تکوین حادث ہو تو اسکا حدوث یا تو ذات میں ہوگا یا غیر ذات میں ہوگا تو اس طرح یہ جسم کا مکوّن لنفسہ ہونا لازم آئے گا جسکے محال ہونے میں کوئی خفاء نہیں ۔

سوال :- محققین متکلمین کے نزدیک صفتِ تکوین کس چیز کا نام ہے ۔؟
جواب :- محققین متکلمین کے نزدیک صفت تکوین اضافت اور اعتباراتِ عقلیہ کا نام ہے ۔

سوال :- اگر صفتِ تکوین قدیم ہے تو اس سے تمام مخلوقات کا قدیم ہونا لازم آئے گا جو کہ محال ہے ۔؟
جواب :- تکوین ازلی و ابدی باقی ہے لیکن مکوَن تعلق کے حدوث کے اعتبار سے حادث ہے یعنی تعلق حادث ہے صفتِ تکوین حادث نہیں جیسے کہ دیگر صفات میں ہوتا ہے ۔

سوال :- قدیم اور حادث کی تعریفات بیان کریں ؟
جواب :- قدیم : جسکا وجود غیر کے ساتھ متعلق نہ ہو ۔
حادث : جسکا وجود غیر کے ساتھ متعلق ہو ۔
قدیم : جس پر عدم نے سبقت نہ کی ہو۔
حادت : جس پر عدم نے سبقت کی ہو۔

سوال :- تکوین مُکوّن کا عین ہے یا غیر ؟
جواب :- تکوین کے بارے میں دو قول ہیں ۔
قول اول : اشعریہ کے نزدیک :- تکوین مُکوّن کا عین ہے۔
قول ثانی : ماتریدیہ کے نزدیک :تکوین مُکوّن کا غیر ہے ۔

سوال :- تکوین کے مکوّن کے غیر ہونے پر شارح کی بیان کردہ تینوں دلیلیں بیان کریں ۔؟
جواب :- دلیل اول : اگر صفتِ تکوین مُکوّن کا عین ہو تو لازم آئے گا کہ مکوّن مخلوق بنفسہ ہے اور اس صورت میں اسکا صانع سے مستغنی ہونا بھی لازم آئے گا جو کہ محال ہے۔
دلیل ثانی : اگر صفت تکوین مکوّن کا عین ہو تو لازم آئے گا کہ خالق کے لئے مخلوق سے کوئی تعلق نہیں سوائے اس بات کہ وہ مخلوق سے پہلے ہے ۔
دلیل ثالث :- اگر صفتِ تکوین مکوّن کا عین ہو تو لازم آئے گا کہ اللہ پاک اشیاء کے لئے مکوِّن نہیں ہے کیونکہ جب تکوین مکوّن کا عین ہوگی تو اللہ کی ذات کے ساتھ قائم نہ ہوگی یہ تو باطل ہے۔ لہٰذا تینوں ذکر کردہ دلائل سے ثابت ہوا کہ تکوین مُکوّن کا عین نہیں بلکہ غیر ہے۔

سوال :- ارادہ اللہ پاک کی صفت ازلی ہے جب یہ بیان ہو چکا تو پھر ماتن علیہ الرحمہ نے دوبارہ اسکو کیوں ذکر فرمایا ۔؟
جواب :- تاکید و تحقیق کے لئے ۔

سوال :- اشیاء کا صدور اللہ پاک سے کس طرح ہوتا اس بارے میں مختلف اقوال تحریر کریں ۔؟
جواب :- فلاسفہ کے نزدیک : اللہ پاک فاعل بالایجاب ہے یعنی اس پر اشیاء کو صادر کرنا واجب ہے ۔
نجاریہ کے نزدیک : ارادہ اللہ پاک کے لئے عین ہے ۔ الگ سے کوئی صفت نہیں ۔
بعض معتزلہ کے نزدیک : صفتِ ارادہ حادث ہے ۔
کرامیہ کے نزدیک : صفتِ ارادہ اسکی ذات میں حادث ہے۔
ہمارے نزدیک : اللہ پاک کے لئے صفتِ ارادہ ثابت ہے
اور وہ فاعل مختار ہے یعنی وہ جو چاہے کرے ۔

سوال :- رویت باری تعالی عقلی طور جائز ہے یا نہیں ؟
جواب :- دیدارِ الٰہی عقلی طور پر جائز ہے یعنی عقلی اعتبار سے دیکھا جائے تو عقل اسکے محال ہونے کا حکم نہیں لگاتی جب تک کہ کوئی دلیل قائم نہ ہوجائے ۔

سوال :- اہل حق نے باری تعالی کے رؤیت کے امکان پر
کتنی وجھوں سے دلیل پکڑی ہے ۔؟

جواب:- اہل حق نے دو طرح سے باری تعالی کے رؤیت کے امکان پر دلیلیں ثابت کیں ہیں ۔(1) عقلی اور (2) نقلی

عقلی دلیل : ہم اعیان وغیرہ کا قطعی لحاظ سے جو مشاہدہ کرتے ہیں ان میں رویت کے لئے مشترکہ علت قابلِ وجود ہونا ہے لہٰذا جب یہ علتِ مشترکہ صانع اور اسکے علاوہ کے درمیان میں بھی حاصل ہے تو جائز ہے کہ علتِ وجود کے ثابت ہونے کے وقت صانع کو دیکھا جائے۔

رؤیت کے امکان پر نقلی دلائل : حضرت موسی علیہ السلام نے اپنے رب سے رؤیت کا سوال کیا : (رب ارنی انظر الیك) ، اگر یہ رؤیت ممکن نہیں تھی تو آپکا سوال بر بنائے جہالت تھا یا بر بنائے بے وقوفی اور عبث کے تھا حالانکہ انبیاء کرام علیہم السلام ان چیزوں سے پاک ہیں ۔

دوسری دلیل : اللہ پاک نے اپنے دیدار کو پہاڑ کے ٹھہرنے پر موقوف فرمایا جو کہ ایک ممکن امر ہے اور قاعدہ یہ ہے : معلق علیہ کا ممکن ہونا معلق کے ممکن ہونے پر دلالت کرتا ہے لہٰذا ثابت ہوگیا رؤیت باری تعالی ممکن ہے۔

اعتراض :- آوازیں ، ذائقے ، ہوائیں وغیرہ یہ تمام از قبیلِ موجودات ہیں اور ان میں رؤیت کی علتِ وجود موجود ہے لیکن انہیں تو دیکھا نہیں جا سکتا ۔؟

جواب :- اللہ پاک نے اپنے بندوں میں عادت جاری کرنے کے لحاظ سے ان اشیاء کی رؤیت پیدا نہیں فرمائی ۔ یہ بات نہیں ہے کہ انکی رؤیت محال ہے ۔

سوال :- رؤیتِ باری تعالی کا وقوع آخرت میں ہوگا اس پر دلائل پیش کریں ؟

جواب :- رؤیت کے آخرت میں ہونے پر 3 طرح دلائل ہیں ۔

(1) قرآن سے :- وجوه یومئذ ناضرة الی ربها ناظرة (سورہ قیامه)

(2) سنت سے :- حضور علیہ السلام نے فرمایا : عنقریب تم اپنے رب کو ایسے دیکھو گے جیسے تم چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو ۔ اس حدیث پاک کو 21 اکیس صحابہ کرام نے روایت کیا ہے ۔

(3) اجماعِ امت :- امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ آخرت میں دیدار الہی ہوگا ۔

سوال :- معتزلہ یہ کہتے ہیں : رؤیت کی پانچ شرائط ہیں : جسے دیکھا جا رہا ہے (1) وہ کسی مکان میں ہو (2) کسی جھت میں ہو (3) دیکھنے والے کے سامنے ہو (4) نہ بھت زیادہ قریب ہو اور نہ بھت زیادہ دور ہو ۔ (5) درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو۔ یہ پانچ باتیں اللہ پاک کے حق میں محال ہیں لھذا ثابت ہوا کہ دیدار الہی آخرت میں ممکن نہیں۔؟

جواب :- حضرت ! یہ شرائط دنیا میں کسی شئی کو دیکھنے کی ہیں آپ اسے آخرت پر قیاس نہیں کر سکتے اسی وجہ سے مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا اللہ پاک کو دیکھا جائے گا لیکن نہ وہ کسی مکان میں ہوگا نہ جھت میں نہ مقابلہ میں بس دیدار الہی ہوگا اور اسکی کیفیت آخرت میں معلوم ہوگی ۔

سوال :- اگر رؤیت جائز ہے اور حاسہ بصر سلامت ہے
اور تمام شرائط موجود ہیں تو ہمیں دیدار ہونا چاہئے
حالانکہ نہیں ہو رہا یہ تو بے وقوفی والی بات ہے ۔؟
جواب :- یہ شرائط ہمیں تسلیم ہی نہیں کیونکہ رؤیت کا تعلق ہمارے نزدیک شرائط کے پائے جانے سے ہے ہی نہیں بلکہ اللہ پاک کے خلق کرنے سے ہے ۔

سوال :- منکرینِ دیدار الٰہی آیتِ مبارکہ "لاتدرکه الابصار ترجمہ : کوئی آنکھ اسکا ادراک نہیں کر سکتی۔ " سے استدلال کرتے ہیں کہ دیدارِ الٰہی محال ہے اسکا جواب تحریر کریں۔؟
جواب :- اس آیت مبارکہ کے چار جوابات ہیں۔
(1) الابصار میں الف لام استغراق کا نہیں بلکہ جنسی یا عھد خارجی کا ہے۔
(2) یہ آیت مبارکہ سالبہ جزئیہ کے درجے میں ہے یعنی بعض دیدار نہیں کر سکتے اور بعض کریں گے ۔
(3) آیتِ مبارکہ میں نفی مطلّقا رؤیت کی نہیں ہے بلکہ جوانب کے ساتھ رؤیت کی نفی ہے ۔
(4) آیت مبارکہ میں ہر وقت اور ہر حال میں دیدار ہوتا رہے اس بات کی نفی ہے البتہ دیدار کے وقت مخصوص ہوں گے۔ (جیسے جمعہ وغیرہ کو)

سوال :- معتزلہ کہتے ہیں : قرآن میں رؤیت سے متعلق آیات استعظام اور استکبار سے ملی ہوئی ہیں لہٰذا ثابت ہوا رؤیت باری تعالی محال ہے ۔ ؟
جواب :- استعظام اور استکبار انکے تعنت اور عناد کی وجہ سے تھا نا کہ رؤیت کے محال ہونے کی وجہ سے کیونکہ اگر رؤیت محال ہوتی تو موسی علیہ السلام انکو اس سوال سے منع فرما دیتے ۔

سوال :- کیا دیدار الٰہی خواب میں ممکن ہے ۔؟
جواب : جی ہاں ! یہ تو کثیر اسلاف سے ثابت بھی ہے۔

سوال : معتزلہ بندے کو اپنے افعال کا خالق مانتے ہیں اسطرح تو وہ مشرک ہو گئے ؟
جواب :- شرک کو ثابت کرنے کے لیئے دو چیزیں درکار ہیں۔ (1) الوہیت میں کسی کو شریک ماننا (2) کسی کو لائق عبادت جاننا جبکہ معتزلہ یہ دونوں باتیں بندے کے لئے ثابت نہیں مانتے لٰہذا وہ مشرک نہ ہوئے ۔

سوال :- ان المجوس اسفه حالاً منهم یہ کن حضرات کا قول ہے ؟
جواب :- یہ قول معتزلہ کے متعلق ماوراء النھر کے مشائخ کا ہے ۔

سوال :- معتزلہ کہتے ہیں : اللہ پاک اگر بندوں کے افعال کا خالق ہے تو اسے ان تمام سے صفات سے متصف ہونا چاہیے جو وہ خلق کرتا ہے ۔؟
جواب :- اللہ پاک بندوں کے افعال کا موجد ہے کاسب نہیں ہے کہ صفات سے متصف ہو کیونکہ کاسب جن کا کسب کرتا ہے ان سے متصف ہوتا ہے جبکہ خالق اور موجد میں یہ معاملہ نہیں ۔

سوال :- معتزلہ بندے کے افعال کے خالق ہونے پر یہ دو آیات پیش کرتے ہیں
(1) فتبارک اللہ احسن الخالقین (2) واذا تخلق من الطين كهيئة الطير اسکا کیا جواب ہے ؟
جواب :- ان دونوں آیات مبارکہ میں خلق بمعنی تقدیر کے ہے۔

سوال :- قضا اور تقدیر کی تعریف بیان کریں۔؟
جواب :- قضا کی تعریف : فعل کو پختگی کی زیادتی کے ساتھ انجام دینا ۔
تقدیر کی تعریف : تمام مخلوق کی ایسی حد بندی کہ جس میں حسن و قبح نفع و ضرر پایا جائے ۔

سوال :- اگر تمام کام اللہ پاک کی مشیت و قضا سے ہوتے ہیں تو کفر بھی اللہ پاک کی قضا سے ہوا اور اس پر رضا مندی واجب ہوئی حالانکہ کفر پر رضا مندی باطل ہے ۔ ؟
جواب :- کفر ایک مقضی (فیصلہ کیا ہوا) ہے نا کہ قضا ہے اور رضا مندی قضا پر واجب ہے نا کہ مقضی پر ۔

سوال :- معتزلہ کہتے ہیں : کافر اپنے کفر میں اور فاسق اپنے فسق میں مجبور ہے لہٰذا کافر کو ایمان کا اور فاسق کو اطاعت کا مکلّف کرنا درست نہ ہوا ؟
جواب :- اللہ پاک نے ان سے کفر اور فسق کا ارادہ انکے اختیار کے ساتھ فرمایا ہے لہٰذا یہ مجبور نہ ہوئے ۔

سوال :- امر ارادے کو مستلزم ہے یا نہیں ؟
جواب :- معتزلہ کے نزدیک : امر ارادے کو مستلزم ہے یعنی جو امر ہے وہ ارادہ ہے اور نہی عدم ارادہ کو مستلزم ہے ۔
ہمارے نزدیک : امر ارادے کو مستلزم نہیں کیونکہ بسا اوقات ارادہ نہیں ہوتا اور حکم دے دیا جاتا ہے ۔

سوال :- جبریہ کون لوگ ہیں ۔ ؟
جواب :- جبریہ وہ لوگ جو بندے کو اپنے افعال میں مجبور مانتے ہیں ۔ انکے نزدیک بندے کے لئے اپنے افعال پر کوئی قدرت اور اختیار نہیں ہے ۔ بندے کی تمام حرکات بمنزلہ جمادات ہیں۔
ہمارے نزدیک بندہ اگر اچھا عمل کرتا ہے تو اسے ثواب ملتا ہے ، اور برا عمل کرے تو گناہ ملتا ہے ۔
بندہ اپنے افعال میں مجبور نہیں ہے کیونکہ اگر وہ مجبور ہوتا تو اسے مکلّف بنانا درست نہ ہوتا ، نہ اسے ثواب ملتا اور نہ گناہ ۔

سوال :- بندہ اپنے افعال میں مجبور نہیں قرآنی آیات سے ثابت کریں ۔؟
جواب :- قرآن کریم کی کی آیات مبارکہ اس پر شاہد ہیں۔

(1) جزاءً بما کانوا یعملون ، (سورہ واقعہ)

(2) من شاء فلیؤمنُ ومن شاء فلیکفرُ (سورہ کہف)

سوال :- اللہ پاک کے علم اور ارادے میں عموم کے بعد بندے کے لیے لازمی طور پر جبر ہی ہوگا کیونکہ اگر اللہ پاک کے علم میں فعل کا وجود ہے تو اسکا کرنا واجب ہوگیا اور اگر فعل کا عدم ہے تو اسکا ترک واجب ہوگیا لہٰذا بندہ تو مجبور ہوگیا ۔؟
جواب :- اللہ پاک کے علم اور ارادے میں عموم تو ہے
لیکن بندے کے پاس اختیار بھی ہے لہٰذا بندہ مجبور نہ ہوا۔

سوال :- جبر یہ کہتے ہیں : اگر بندے کے لئے فاعلِ مختار ہونا ثابت ہے تو اسطرح دو خالق ہوں گے پھر ایک مقدور دو قدرتوں کے تحت ہوگا جو کہ درست نہیں ۔ ؟

جواب :- بندے کا اپنے ارادے اور قدرت سے کسی کام کو انجام دینا کسب کہلاتا ہے , اور اللہ پاک کا اپنی قدرت سے کسی فعل کو ایجاد کرنا خلق کہلاتا ہے لہٰذا ایک مقدور دو قدرتوں کے تحت نہ ہوا ۔

سوال :- کسب اور خلق کے درمیان فرق واضح کریں ۔؟

جواب :- فرق اول : کسب آلہ کے ساتھ ہوتا ہے اور خلق بغیر آلے کے ہوتا ہے ۔

فرق ثانی :- کسب ، کاسب کی محل قدرت میں ہوتا ہے اور خلق خالق کی محل قدرت میں نہیں ہوتا ہے ۔

فرق ثالث : کاسب کا کسب سے انفراد درست نہیں اور خلق کا خالق سے انفراد درست ہے ۔

سوال :-فان قیل : فقد اثبتم ما نسبتم الی المعتزلہ اگر یہ اعتراض کیا جائے تم نے معتزلہ کو مشرک ثابت کیا اس لیے کہ وہ بندے کو اپنے افعال کا خالق مانتے ہیں تو تم نے بھی بندے کے لئے کسب کے ساتھ قدرت و اختیار ثابت کر کے شرک کا ارتکاب کیا ہے ۔؟

جواب :- شرکت یہ ہے کہ دو شخص ایک شیء پر جمع ہوں اور ان میں ہر ایک منفرد ہو اُس چیز کے ساتھ جس میں دوسرا نہ ہو لہٰذا کسی طرح بھی شرک ثابت نہ ہوا ۔

سوال : فان قیل کان کسب القبیح الخ اگر یہ اعتراض کیا جائے جب خلق اور قبیح کا متعلق ایک ہی ہے تو قبیح کا خلق بھی قبیح ہونا چاہئیے ۔؟

جواب :- اللہ پاک خالق حکیم ہے اور خالق حکیم کسی بھی چیز کو بغیر حکمت و مصلحت کے پیدا نہیں کرتا اگرچہ ہم اسکی حکمت و مصلحت پر مطلع نہیں ہوتے ۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ قبیح کا خلق قبیح نہ ہوا۔

سوال :- بندوں کے افعال حسن اور قبیح ہوتے ہیں ، حسن اور قبیح سے کیا مراد ہے ؟

جواب :- حسن : جو دنیا میں قابلِ مدح ہو اور آخرت میں قابلِ ثواب ہو ۔

قبیح : جو دنیا میں قابلِ مذمت اور آخرت میں قابلِ سزا ہو ۔

شارح فرماتے ہیں :- حسن وہ ہے جو قابل مذمت اور سزا نہ ہو تاکہ مباح حسن میں شامل ہو جائے۔

سوال :- استطاعت کی تعریف بیان کریں نیز استطاعت فعل کے ساتھ ہوتی ہے یا فعل سے پہلے ہوتی ہے ۔؟

جواب :- استطاعت : ایک ایسی صفت ہے جسکو اللہ پاک اسباب اور آلات کی سلامتی کے بعد فعل کے کسب کے وقت پیدا فرماتا ہے۔

متکلمین اہلسنت و جماعت کے نزدیک :- استطاعت مع الفعل یعنی فعل کے ساتھ ہوتی ہے ۔

معتزلہ کے نزدیک :- استطاعت فعل پر سابق ہوتی ہے ۔ یعنی استطاعت پہلے ہوتی ہے اور فعل بعد میں ہوتا ہے ۔

نوٹ :- صاحب تبصرہ کے نزدیک استطاعت ایک عرض ہے جسے اللہ پاک نے حیوانات میں افعالِ اختیاریہ کرنے کے لئے پیدا فرمایا ہے ۔

سوال :- استطاعت کا فعل کے ساتھ ہونا کیوں ضروری ہے ۔؟
جواب :- استطاعت ایک عرض ہے تو ضروری ہے کہ یہ فعل کے لئے بالزمان مقارن یعنی ملی ہو ۔ اگر استطاعت فعل سے سبقت کرنے والی ہو تو فعل کا وقوع بلا استطاعت وقدرت کہ ہونا لازم آئے گا جو کہ درست نہیں کیونکہ عرض کی بقاء محال ہے ۔

سوال :- معتزلہ کہتے ہیں : آپ نے کہا عرض کا باقی رہنا ممکن نہیں اس لیے ضروری ہے کہ استطاعت فعل کے ساتھ پائی جائے حالانکہ عرض کا تجددِ امثال کی صورت میں باقی رہنا ممکن ہے لہٰذا ثابت ہوا ستطاعت فعل کے بغیر ہو سکتی ہے ۔ ؟

سوال :- ذهب بعضهم الى ان اريد بالاستطاعة القدرة شارح علیہ الرحمۃ کس بات کو بیان فرمارہے ہیں ۔؟
جواب :- شارح علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں : امام رازی کا مؤقف یہ ہے کہ اگر استطاعت سے مراد وہ قدرت ہو جو تاثیر کی شرائط کو جامع ہو تو حق یہ ہے کہ استطاعت فعل کے ساتھ ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو استطاعت فعل پہلے بھی ہو سکتی ہے۔

سوال : لما استدل القائلون بكون الاستطاعة قبل الفعل استطاعت کے فعل سے پہلے ہونے کے قائلین کہتے ہیں : کافر جب حالت کفر میں ہو تو اسکو ایمان کا مکلّف نہیں ہونا چاہیے کیونکہ استطاعت تو مع الفعل ہوتی ہے اسی طرح جب بندہ نماز پڑھے تو اسی وقت اسکو مکلّف ہونا چاہیے کیونکہ استطاعت فعل کے ساتھ ہوتی ہے حالانکہ یہ دونوں باتیں باطل ہیں۔؟

جواب : یقع ھذا الاسم سے مصنف علیہ الرحمہ اس اعتراض کا جواب دے رہے ہیں : استطاعت کا دوسرا معنی : اسباب اور آلات کی سلامتی ہے۔
یعنی اسباب اور آلات کا سلامت ہونا ہے اور اسی پر مکلّف ہونے کا دار و مدار ہے لہٰذا استطاعت کا معنی اول مراد لیکر اعتراض کرنا درست نہیں ۔
جیسے : واللہ علی الناس حج البیت ۔ اس آیت مبارکہ استطاعت کا دوسرا معنی : سلامتی مراد ہے۔

سوال :- مکلّف ہونے کا دار و مدار کس استطاعت پر مبنی ہے ؟
جواب :- مکلّف ہونے کا دارومدار سلامتی اسباب اور آلات والی استطاعت پر مبنی ہے ۔

سوال :- اگر اللہ پاک تکلیف مالا یطاق کا مکلّف کرنا چاہتا تو یہ جائز ہوتا یا نہیں ۔؟
جواب :- معتزلہ کے نزدیک :- قبح عقلی پر بناء کرتے ہوئے تکلیفِ مالا یطاق کا مکلّف بنانا جائز نہیں ۔
آیت مبارکہ :- لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا یہ آیت جواز کی نفی پر ہے۔
اگر تکلیف مالا یطاق جائز ہوتا تو اسکے وقوع کو فرض کر لینے سے کوئی محال لازم نہیں آنا چاہیے حالانکہ لازم آرہا ہے ۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مالایطاق جائز نہیں ۔

اشعریہ کے نزدیک :- **تکلیف مالایطاق کا مکلف** بنانا جائز ہے ۔
دلیل :- اللہ پاک کی جناب سے کوئی بھی چیز قبیح نہیں نیز اللہ پاک مالک کائنات ہے اور مالک کو ہر طرح سے اپنے مملوک پر تصرف کا حق حاصل ہوتا ہے ۔

سوال :- **ربنا ولا تحملنا مالا طاقۃ لنا بہ** آیت مبارکہ میں کونسی تکلیف مراد ہے ؟
جواب :- آیت مبارکہ میں "**لاتحملنا**" سے تکلیفِ مالا یطاق مراد نہیں بلکہ امتِ سابقہ کے عذابات مراد ہیں ۔

سوال :- مقتول اپنے مقرر کر وہ وقت کی بناء پر مر جاتا ہے یا قاتل کے قتل کر دینے کے سبب مرتا ہے ۔؟
جواب :- معتزلہ کے نزدیک : قاتل نے مقتول کی مدت ختم کر دی اگر یہ اسے قتل نہ کرتا تو اپنی مقررہ مدت تک زندگی گزارتا۔
معتزلہ کے دلائل : احادیث مبارکہ شاھد ہیں اس بات پر کہ بعض نیکیاں عمر میں اضافے کا سبب بنتی ہیں ۔
دلیل ثانی :- اگر مقتول اپنے وقت مقررہ پر قتل ہوا ہے تو لھذا قاتل کو مذمت ، سزائیں ، اور قصاص کا مستحق نہیں ہونا چاہئے حالانکہ وہ ہوتا ہے ۔

اہلسنت و جماعت کے نزدیک :- مقتول اپنی مقرر کردہ مدت پر قتل کیا جاتا ہے اور یہی اسکی زندگی کی مدت ہے ۔
قرآن پاک میں ہے : تو جب ان کی وہ مدت آجائے گی تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہوں گے اور نہ ہی آگے۔
(سورہ اعراف 34)

معتزلہ کو جواب :- عمر میں زیادتی والی احادیث مبارکہ میں اس بات کو بیان کیا گیا ہے : بے شک اللہ پاک کے علم میں تھا کہ اگر یہ بندہ یہ نیکی نہ کرے تو اسکی عمر چالیس ہوگی اور اگر کرے گا تو ستر سال ہوگی لہٰذا زیادتی کو نیکی طرف منسوب کر دیا ۔
جواب ثانی : قاتل پر قتل کے سبب سزا اور ضمان کا واجب ہونا امرِ تعبدی یعنی حکمِ شرعی ہے اس وجہ کہ قاتل نے ممنوعہ کام کا ارتکاب کیا ہے ۔ لہٰذا اس پر اعتراض کرنا درست نہیں ۔

سوال :- موت وجودی شئ ہے یا عدمی ۔ ؟
جواب :- ہمارے نزدیک موت ایک وجودی شئ ہے ۔
دلیل :- خلق الموت والحیاۃ (سورہ ملک)
اکثر کے نزدیک : موت عدمی شئ ہے ۔

سوال :- موت کی کتنی مدتیں ہیں ۔؟
جواب :- اہلسنت و جماعت کے نزدیک : موت کی ایک ہی مدت ہے خواہ وہ کسی صورت میں بھی آئے ۔
ایسا نہیں ہے جیسا کہ کعبی معتزلی نے قول کیا ہے : مقتول کے لئے دو مدتیں ہیں ۔ (1) قتل اور (2) موت -

سوال :- حرام رزق ہے یا نہیں اشاعرہ اور معتزلہ کا مذہب تحریر کریں ؟
جواب :- معتزلہ کے نزدیک :- حرام رزق نہیں ہے کیونکہ رزق یا تو ایسا مملوک ہوتا ہے جسے مالک کھاتا ہے یا رزق وہ ہوتا ہے جس سے نفع حاصل کرنا منع نہیں ہوتا اور یہ دونوں باتیں حلال پر ہی صادق آتی ہیں لہٰذا حرام رزق نہ ہوا۔

اشاعرہ کے نزدیک حرام رزق ہے کیونکہ رزق نام ہے اسکا جسے اللہ پاک حیوان تک پہنچاتا ہے تاکہ وہ اسے تناول کرے یا اس سے نفع حاصل کرے اور یہ حرام بھی ہو سکتا ہے اور حلال بھی ۔

معتزلہ پر اعتراض : جس نے ساری زندگی حرام کھایا اسکا رازق تو اللہ پاک نہ ہوا حالانکہ یہ بات درست نہیں لہٰذا ثابت ہوا حرام رزق ہے ۔

سوال :- ہمارے اور معتزلہ کے نزدیک ھدایت کا کیا معنی ہے ؟
جواب :- معتزلہ کے نزدیک : ہدایت سے مراد ایسی رہنمائی جو مطلوب تک پھنچا کر رہے ۔
ہمارے نزدیک : ہدایت سے مراد ایسی رہنمائی جو مطلوب تک پہنچانے والی ہو خواہ اس سے مطلوب کا حصول ہو یا نا ہو ۔

سوال :- کیا اللہ پاک پر اصلح للعباد واجب ہے ؟
جواب : ہمارے نزدیک اللہ پاک پر اصلح لِلعباد واجب نہیں ۔ اگر اللہ پاک پر اصلح لِلعباد واجب ہوتا تو کافر پیدا ہی نہ فرماتا ۔
(نوٹ :- اصلح للعباد سے مراد وہ کام جو بندوں کے حق میں بہتر ہوں ۔)

سوال :- منکر نکیر کون ہیں اور عذابِ قبر کے ثبوت پر دلائل ذکر کریں ؟
جواب :- منکر نکیر :- یہ دو فرشتے ہیں جو مرنے والے کی قبر میں داخل ہوتے ہیں اور مردے سے اسکے رب ، دین اور نبی کے بارے میں سوال کرتے ہیں ۔

عذاب قبر کے ثبوت پر دلائل مندرجہ ذیل ہیں -
(1) آیت مبارکہ : النار یعرضون علیها غدوا و عشیا (سورہ مؤمن)
(2) آیت مبارکہ : اغرقوا فأُدخلوا ناراً (سورہ نوح)

حدیثِ پاک : پیشاب کے چھینٹے سے بچو بے شک عذاب قبر اس سے عام ہے ۔

حدیثِ پاک : قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا پھر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے ۔

مذکورہ دلائل سے ثابت ہوا کہ عذابِ قبر حق ہے -

نوٹ :- معتزلہ اور روافض عذابِ قبر کے منکر ہیں۔

سوال :- بعث یعنی موت کے بعد اٹھنے پر دلائل پیش کریں ؟

جواب :- اللہ پاک مردوں کو قبروں سے نکالے گا اس طرح کہ انکے اجزائے اصلیہ کو جمع کیا جائے گا پھر اس میں روح ڈالی جائے گی اسے بعث کہا جاتا ہے ۔

دلائل : آیت مبارک : ثم انکم یوم القیامة تبعثون (سورہ مؤمنون)

(2) آیت مبارکہ : قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِيٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَّهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ۔ (سورہ یس)

اسی طرح کئی دلائل ہیں جو اس پر شاھد ہیں ۔

نوٹ :- فلاسفہ بعث کے منکر ہیں ۔

سوال :- میزان سے کیا مراد ہے ؟ نیز اسکے ثبوت پر دلیل تحریر کریں ؟
جواب :- میزان : وہ ترازو جسکے ذریعے اعمال کے مقدار کی کیفیت کو جانا جائے گا ۔

آیت مبارکہ : وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ ۚ(سورہ اعراف)

سوال :- معتزلہ کہتے ہیں ، جب ہر چیز اللہ پاک کے علم میں ہے تو اعمال کا وزن کرنا بیکار ہوا کیونکہ اسے تو سب معلوم ہے ۔ ؟
جواب :- حدیث پاک میں ہے :- بے شک اعمال کی کتابوں کا وزن کیا جائے گا۔ جب اللہ پاک کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا تو قیل و قال کی گنجائش نہ رہی ۔

سوال :- نامہ اعمال کے ثبوت پر دلیل پیش کریں ؟
جواب :- نامہ اعمال یعنی وہ کتاب جس میں لوگوں کی نیکیاں اور انکے گناہ تحریر ہوں گے ۔ اس کتاب کا ہونا حق ہے ۔

دلیل :- آیت مبارکہ : و نخرج له یوم القیامة کتابا یلقاہ منشورا (سورہ اسراء)

(2) آیت مبارکہ : فاما من اوتی کتابه بیمینه فسوف یحاسب حسابا یسیرا

(سورہ انشقاق)

سوال :- محشر کے روز سوالات ہوں گے یا نہیں؟

جواب :- محشر کے روز سوال کا ہونا حق ہے ۔ حدیث پاک میں ہے :- بے شک اللہ پاک مومن کو قریب کرے گا اور اس سے گناہوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا کیا تو نے یہ گناہ کیا ہے تو وہ عرض کرے گا جی ہاں ! ۔۔الخ

سوال :- حوض و صراط کے حق ہونے پہ دلیل لکھیں ۔؟

جواب :- حوض حق ہے ۔ قران پاک میں ہے : انآ اعطینک الکوثر (سورہ کوثر)

حدیث پاک : میرا حوض کہ جس کی مسافت ایک ماہ ہے الخ ۔۔

پل صراط حق ہے ۔ یہ ایسا پل ہے جو بال سے زیادہ باریک ، اور تلوار سے زیادہ تیز ہے ۔ اہل جنت اسے پار کریں گے اور اہل جہنم اس میں پھسل کر گر جائیں گے ۔

سوال :- معتزلہ پل صراط کے منکر ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں : پل صراط پر گزرنا ممکن نہیں ۔؟

جواب :- بے شک اللہ پاک اس بات پر قادر ہے کہ وہ اس پر عبور یعنی گزرنے کو ممکن کر دے اور مؤمنین کے لیے اس پر گزرنے کو آسان فرما دے ۔

سوال :- کیا جنت و دوزخ کو پیدا کردیا گیا ہے ۔؟
جواب :- جنت و دوزخ پیدا کردی گئیں ہیں اس پر کافی سارے دلائل ہیں ۔
(1) حضرت آدم علیہ السلام و بی بی حواء رضی اللہ عنہا کا جنت میں رہنا اور انکا تمام قصہ ۔
(2) اسی طرح وہ آیات مبارکہ جو انکے پیدا ہونے پر دلالت کرتی ہیں ۔ جیسے اللہ پاک کا فرمان: أُعِدّتْ للمتقیْن (سورہ آل عمران) اور أُعِدّتْ للکافرین (سورہ بقرہ)

سوال :- کن حضرات کے نزدیک جنت و دوزخ کو فنا ہونا ہے ؟
جواب :- فرقہ جہمیہ والے کہتے ہیں : جنت و دوزخ اور اسکے اہلیان سب فنا ہو جائیں گے جبکہ اہلسنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ سب فنا نہیں ہوں گے ۔

سوال :-گناہ کبیرہ کی تعریف نیز حضرت ابنِ عمر سے روایت کردہ گناہ کبیرہ بیان کریں ؟
جواب :-گناہ کبیرہ کی تعریف : وہ گناہ جسکے کرنے پر شریعت نے خصوصی وعید بیان کی ہو ۔

حضرت ابن عمر سے رضی اللہ عنہما سے سات گناہ کبیرہ مروی ہیں ۔
① شرک ② جادو ③ قتل ④ سود ⑤ یتیم کا مال کھانا ⑥ میدان جہاد سے بھاگنا ⑦ اور پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔

سوال :- گناہ کبیرہ کرنے والا مؤمن رہتا ہے یا نہیں ؟

جواب : معتزلہ کے نزدیک کبیرہ گناہ کرنے والا نہ مؤمن ہے اور نہ ہی کافر بلکہ ان دونوں کے درمیان میں ہے ۔

خوارج کے نزدیک : گناہ خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ اسکا کرنے والا کافر ہے مسلمان نہیں ۔

اہلسنت و جماعت کے نزدیک : خواہ کتنا ہی بڑا گناہ گار ہو اگر وہ ضروریاتِ دین کی تصدیق کرتا ہے تو وہ مومن ہے کافر نہیں ۔

دلائلِ اہلسنت و جماعت :- اول : ایمان نام ہے قلبی تصدیق کا اور اس قلبی تصدیق کے سبب بندہ اس وقت کہ مومن رہے گا جب تک کہ اسکے خلاف کوئی امر ظاہر نہ ہو ۔

ثانی : وہ آیات مبارکہ جو نا فرمان کے لئے ایمان کے ساتھ آئیں ہیں ۔

(1) یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی (سورہ بقرہ)

(2) وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا (سورہ حجرات)

ثالث : حضور ﷺ سے آج تک امت کا اجماع ہے کہ جو شخص اہل قبلہ سے ہو خواہ کتنا ہی بڑا گناہ گار ہو اسکی نمازہ پڑھائی جاتی ہے ۔ اگر یہ مسلمان نہیں تو اسکی نماز جنازہ کیسے جائز ہے ۔

سوال :- مُشرک کی مغفرت عقلی طور پر ممکن ہے یا نہیں ۔؟
جواب :- معتزلہ کے نزدیک :- مشرک کی مغفرت عقلی طور پر ممکن نہیں اس لیئے کہ اللہ پاک کے لیئے حکمت کو پیشِ نظر رکھنا واجب ہے اور حکمت کا تقاضہ یہ ہے کہ مشرک کی مغفرت نہ ہو ۔
اہلسنت و جماعت کے نزدیک :- مشرک کی مغفرت عقلی طور پر ممکن ہے ۔ اس لیئے کہ عقل کسی بھی چیز کے حسن و قبح میں مستقل نہیں ہے اور قبیح کا صدور اللہ پاک سے ممکن نہیں ۔
معتزلہ کو جواب :- حکمت کا تقاضہ صرف یہ تو نہیں جو آپ نے ذکر کیا بلکہ کوئی اور حکمت ہو اور ہمارے علم میں نہ ہو ۔ جیسے : نیکوکار کے ثواب میں زیادتی ہو جائے اور گناہگار کو نہ ثواب ملے اور نہ عذاب ۔

سوال :-گناہ گاروں کے لیے رسولوں کی شفاعت ثابت ہے یا نہیں ۔؟
جواب :- معتزلہ کے نزدیک :-گناہوں کی معافی کسی صورت ممکن نہیں لہٰذا رسولوں کی شفاعت اہل کبائر کے حق میں نفع مند نہیں ۔
اہلسنت و جماعت کے نزدیک :- رسولوں کی شفاعت اہلِ کبائر کے لیئے قرآن و احادیث کی روشنی میں ثابت ہے ۔

دلیل : واستغفر لذنبک وللمؤمنین ۔ (سورہ محمد)

(2) فما تنفعهم شفاعة الشافعين ۔ (سورہ مدثر)

حدیث پاک : شفاعتی لاهل الكبائر من امتی ۔

یہ حدیث پاک متواتر المعنی ہے۔

بات یوں بھی ختم کی جاسکتی ہے۔۔

اسلام کے عظیم خلیفہ حضرتِ سیّدُنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ رات کے وَقت مسجد میں گئے ، وہاں ایک شخص سورہا تھا، اندھیرے میں اس کو آپ کے پاؤں کی ٹھوکر لگ گئی،

تو اس نے چیخ کر کہا :- أَمَجْنُوْنٌ اَنْتَ یعنی کیا تم پاگل ہو؟ فرمایا: نہیں ۔ خادِم نے اس گستاخی پر اُس کو سزا دینی چاہی (چاہتے تو بڑی سے بڑی سزا دے سکتے تھے) لیکن حضرتِ سیّدنا عمر بن عبدالعزیز نے روک دیا اور فرمایا : اس نے مجھ سے صِرف یہ پوچھا تھا کہ تم پاگل ہو؟ میں نے جواب دے دیا : ”نہیں " ۔

"(سیرتِ ابن جوزی ص۲۰۹)

کتبہ ؛ نیاز رضا عطاری

22 جنوری 2024 پیر شریف

03132563602